اپنی بات

غالبؔ کے خطوط کی ادبی اور فنّی حیثیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ انھوں نے اردو نثر کو مقفیٰ و مسجع عبارت اور ثقیل و گراں الفاظ سے آزاد کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ انھوں نے سادہ اور عام فہم زبان کا استعمال کیا جس میں لطافت اور شیرینی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ متین و فطین الفاظ کا شوخی بھرا انداز اور دلوں میں گھر کرنے والا لہجہ غالب کے خطوط کا ایک بڑا امتیازی وصف ہے۔

غالبؔ جب خطوط نویسی کی جانب متوجہ ہوئے، اس وقت یا تو فارسی زبان رائج تھی یا مقفیٰ و مسجع عبارت میں تمام ادیب و شاعر اپنے فن کے جوہر دکھایا کرتے تھے۔ غالب نے اپنے خطوط کے ذریعے اردو دنیا کو ایک ایسی اردو نثر کی جانب متوجہ کیا جس میں سادگی اور سلاست بھرپور تھی۔ پھر انھوں نے خطوط میں ایسا مخاطبی انداز اختیار کیا، جیسے مخاطب بالکل سامنے بیٹھا ہو اور دونوں گفتگو کر رہے ہوں، ساتھ ہی اس میں مزاح کی چاشنی سے ایسے رنگ بھی بھر دیے کہ ان کے ہم عصر بھی اس کی تقلید کرتے تو اس مقام پر نہ پہنچ سکتے تھے، جو مقام غالب کو حاصل ہوا۔

اس طرح ان کے خطوط ان کے دور کی تاریخ کا حصّہ بھی بن گئے اور معلومات کا گنجینہ بھی.... اور ان میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی تاریخ بھی تلاش کی گئی کہ اس دوران دہلی کا کیا حال تھا اور کیسے کیسے رنج و محن سے دہلی کے باشندے گزر رہے تھے۔

یہ بحث اپنی جگہ ایک الگ مقام رکھتی ہے کہ غالب جو اپنی فارسی و اردو شاعری میں مشکل پسند تھے، انھوں نے اپنے خطوط میں سہل نگاری کے بیش بہا نمونے کیسے پیش کیے۔ اگرچہ ان کے سامنے ملک میں رائج ۱۸۵۰ء تک کے جو فارسی اسالیب تھے، ان کا نثری اسلوب بھی اس طرز کا نہیں تھا، جو طرز غالب نے اختیار کیا۔ اس سلسلے میں ادیبوں اور دانشوروں کی رائے ہے کہ غالبؔ کو فارسی میں کوئی نئی بات نہیں کہنی تھی، اس لیے فارسی نثر میں مشکل اور پیچیدہ نثر لکھنے کی مشق کی تھی.... اس کے برعکس غالبؔ یہ محسوس کرتے تھے کہ اردو میں انھیں کوئی نئی بات کہنے کی ضرورت ہے، اس لیے انھوں نے اس کے لیے ایک جداگانہ، نسبتاً نیا اور آسان اسلوب اختیار کیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فارسی نثر کے پڑھنے والے اکثر علما و فضلا تھے جب کہ اردو نثر پڑھنے اور سمجھنے والے اکثر عوام تھے۔ اس لیے ان کے اردو نثر میں لکھے گئے خطوط سادگی اور آسان نثر کا اعلیٰ نمونہ قرار پاتے ہیں۔ پھر یہ سوال بھی قائم کیا جاسکتا ہے کہ غالبؔ کے بہت سے خطوط میر مہدی مجروح جیسی بڑی شخصیتوں کے نام ہیں اور یہ شخصیتیں نابغۂ روزگار ہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالبؔ اپنے طرز نگارش کو عام کرنا چاہتے تھے، جس کے لیے عوام و خواص کی کوئی قید نہیں ہوتی۔

غالبؔ سے پہلے اردو نثر میں تصنع اور مرصع سازی کے بہت سے نمونے ملتے ہیں، غالبؔ نے اردو نثر میں اپنی طبع شگفتگی کے ذریعہ ایک تہذیبی، تخلیقی اور تصنع سے عاری وجدان کا اضافہ کیا، جس نے انھیں جدید اردو نثر کا بنیاد گزار بنا دیا ہے۔ غالبؔ کے خطوط جہاں اپنی سوانحی اور ادبی اہمیت کے سبب اپنا منفرد اسلوب رکھتے ہیں، وہیں زبان و بیاں کے امتیازات کے باوصف بھی وہ اردو ادب کا اہم سرمایہ ہیں۔ ساتھ ہی ہماری ادبی اور لسانی سطح پر بھی اصلاح و تربیت کا اہم ذریعہ بھی۔ یہ خطوط جہاں سوانح نگاری میں معاون ہیں، وہیں زندگی کے شب و روز سے بھی پردہ اُٹھاتے ہیں۔ ان کے ذریعہ غالبؔ کی زندگی کے نشیب و فراز کا بھی پتہ چلتا ہے اور ان کی ذاتی زندگی سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ انھوں نے اپنے خطوط میں ایسا دلنشیں انداز اختیار کیا کہ اس دور کی تہذیبی معاشرت کی ارتقائی کیفیات پوری طرح واضح ہوجاتی ہیں۔ ان سے بعض نقادوں نے اس دور کی ایک تاریخ آسانی سے مرتب کی ہے۔ 'ایوانِ اردو' کے قارئین کی آرا کا انتظار ہے۔

—ادارہ